زرعی ترقی کا معاصر تصور اور اقدامات:سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Contemporary concept and measures of Agricultural Development: An Analytical study in the light of the Prophet's biography

Hafiz Muhammad Zubair Baig

Lecturer, Hamza Army public School & College Rawalpindi

ABSTRACT

Islam is the complete code of life. It covers all parts of human's life. It gives a complete direction. Therefore, Islam is called "A Complete Religion".If we study about the history of all over the world's Nation, so we will know that Economics have a big hand in the reasons of ups and downs and successful and unsuccessful of the nations. In the present age, those countries which are economically stable called "Developed Countries". Economics and its study have an important position in Islam.

Quran and Sunnah give us much information about economics because economics is the major and basic part of human's matters. This is the reason that the economic prosperity were taken into consideration during the reign of Prophethood (Ahd-e-Risalat) and was focused by the Prophet,s (SAW) descendants.

The biography of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) provides principles that cover all the requirements regarding the correction of the defects in the economic aspect of life and the evolution of this aspect. No system of life can come into being until it There is no clear concept, principle and discipline in the background.

The Messenger of Allah ﷺ not only clarified the characteristics and basic concepts of the economic system of Islam, but also gave such teachings that were not only different from the economic attitudes and trends, but also of the coming times. Therefore, it can be declared as a

guiding principle. You ﷺ completely opposite to the traditional concept of religion, where the activities of the world are considered as an obstacle to attaining closeness to God. He explained the importance of legitimate and correct economic activities and gave the basic concepts of correcting the economic imbalances in human nature and such teachings that by following them, the economic life can flourish with such a beautiful moderation where on the one hand creative If the economic activities continue to flourish, on the other hand, all the ways should be open for the members of the society to benefit from these creative and economic activities and get profit from them.

Key words: Economic Prosperity, Agriculture development

نبی اکرم ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے ہر شعبہ میں بہترین راہنمائی فراہم کرتی ہے انفرادی، اجتماعی اور گھریلو زندگی تک کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے رہنمائی نہ لی جاسکے, سیرت طیبہ قیامت تک کے لوگوں کے لئے راہ ہدایت ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں ملکی قوانین سے لے کر انفرادی معاملات تک کے احکام موجود ہیں۔ آپ ﷺ انہیں اپنی زندگی میں لاگو کر کے اپنی امت کو عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے جب مدینہ کی ریاست قائم کی تو اس کے بعد معاشرے کے معاشی وسائل کو اولیت دی۔ آپ ﷺ نے انصار مدینہ سے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو اور پھر قرض حسنہ کا نظام رائج فرمایا اور جب معاشرے کے افراد عملاً باہمی تعاون کے ذریعے بلا سود قرضوں پر معیشت کو قائم کرنے میں لگ گئے تو آپ ﷺ نے سود کو مکمل طور پر حرام قرار دے کر اس لعنت کو ختم کر دیا۔ آپ ﷺ نے کاروبار کو فروغ دیا اور معیشت میں ترقی کی راہ دکھائی آپ ﷺ نے اپنی تدبر و فراست کی بنیاد پر ایسی معاشی تعلیمات اور اصول وضع کیے کہ جس کی بدولت اہل عرب خوشحالی کی طرف گامزن ہوئے اور انہی تعلیمات کی بدولت عہدِ رسالت میں ہی معاشی ترقی کا دروازہ کھل چکا تھا اور اس کے ثمرات مرتب ہونا شروع ہو گئے تھے اور عوام الناس کی

زندگیوں میں تبدیلی کا آغاز ہو چکا تھا۔ وہ کون سے اقدامات تھے جن کی بدولت معاشی ترقی کو جلا ملی؟ اس مقالے میں ان اقدامات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

اہل عرب کی معاشی سرگرمیاں:

عربوں کے معاشی حالات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم عرب کا معاشی نظام آج کے جدید معاشی نظاموں کی طرح کوئی مکمل نظام نہ تھا، لیکن چوں کہ وہ بھی انسانوں کا وضع کردہ ایک نظام تھا، اس میں ایک معاشی نظام کے تمام بنیادی عنصر پائے جاتے تھے، جن کی بنیادوں پر تہذیب وتمدن کی ترقی کے ساتھ نئے معاشی نظاموں کی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اسلامی معاشیات تا قیامت پورے عالم کے سارے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے اس زمانے کے اقتصادی حالات اور اصطلاحات کو جاننا ضروری ہے۔

اشیاء کا تبادلہ یا خرید وفروخت کے عمل کو بیع وشرا یا تجارت کہتے ہیں۔ تجارت کے ذریعے سے درآمدات اور برآمدات بڑھ جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ عرب ایک ایسا ملک تھا جس میں پانی کی قلت تھی۔ جس کا بہت تھوڑا رقبہ کاشت کے قابل تھا اور جو کاشت کے قابل تھا اس پر بھی کم توجہ دی جاتی تھی کیونکہ شرفائے عرب زراعت کو کوئی معزز پیشہ تصور نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح ہاتھ سے کام کرنے یا دست کاری ک کا کام بھی قابل تکریم نہ تھا۔ عرب میں عام لوگوں کا پیشہ تو بھیڑ بکریاں، گائے اور اونٹ پالنا تھا اور شرفائے عرب کا محبوب مشغلہ تھا ہی تجارت۔ البتہ یمن میں اُون کاتنے، چادریں اور کمبل بنانے کا کام بھی ہوتا تھا۔ عربوں کو چونکہ فنون سپہ گری سے گہری دلچسپی تھی لہذا کہیں کہیں آلات جنگ بھی تیار کئے جاتے تھے۔ نتیجتاً عرب کو اشیائے خورد نوش اور دیگر ضروریات سامان باہر سے درآمد کرنا پڑتا تھا بلاشبہ ان دنوں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا دور دورہ تھا اور کسی اِکے دُکے مسافر کا جان ومال محفوظ نہ تھا مگر یہ تجارت عموماً قافلوں کی صورت میں ہوا کرتی تھی۔ غیر ملکی قافلوں کو بحفاظت گزارنے کے عوض ان سے ٹیکس بھی لیا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بعثت سے پہلے مدینہ، بصرہ اور شام کے متعدد تجارتی سفر کیے تھے۔ یہ قافلے کتنے بڑے ہوتے تھے اس کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ ابوسفیان کا وہ

قافلہ تجارت جو جنگ بدر کا پیش خیمہ ثابت ہوا دو ہزار بار بردار اُونٹوں پر مشتمل تھا۔ اس درآمد و برآمد کی کل تجارت ۵۰ لاکھ دینار سالانہ تک ہوتی تھی۔ پھر یہ تجارتی قافلے صرف قریش مکہ تک محدود نہ تھے۔ یمنی تاجر مکہ اور مدینہ کے راستے شام تک جاتے تھے۔ پھر احادیث نبوی ﷺ میں تجارت کی جن اقسام کا ذکر ملتا ہے، ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان ایام میں عرب میں تجارت کا کاروبار عروج پر تھا اور تجارت کے سلسلہ میں جو ہدایات مسلمانوں کو دی گئی وہ آج بھی مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ متعدد صحابہ کرامؓ تجارت کی وجہ سے اس دور میں بھی لکھ پتی بن گئے تھے۔[(1)]

1۔ بوقت اسلام مسلمانوں کی معاشی حالت:

بوقت اسلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد تھے لیکن تیرہ برس کے بعد یہ "اصل مال" گھٹ کر صرف چار ہزار درہم رہ گیا۔[(2)] اور ان کا بیشتر مال مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ کے مالداروں میں شمار کیے جاتے تھے مگر ہجرت مدینہ کے وقت ان کے پاس سات ہزار درہم یا اس کے برابر رقم رہ گئی تھی۔[(3)] عہد نبوی ﷺ کے مدنی دور میں مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر نہیں تھی۔ مکہ کے مسلمان ہجرت کے وقت مکہ سے کچھ بھی ساتھ نہیں لے جاسکے تھے مگر کچھ لوگ اپنی منقولہ جائیداد نقد و اسباب کے ساتھ مدینہ پہنچے تھے۔ اس لیے مدینہ آمد کے بعد ان کی معاشی ضروریات کی تکمیل و تسکین کا خاصا دارومدار انصار مدینہ کے مسلمانوں کی فیاضی و سخاوت، مہمان نوازی و میزبانی اور نصرت و امداد پر تھا۔ اسی فیاضی و سخاوت بلکہ دولت و جائیداد میں شراکت کی وجہ سے مکہ میں رہنے والے مسلمان اقتصادی طور مضبوط ہوئے۔

2۔ ہجرت مدینہ:

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کی گئی تو اس وقت آبادی کے اعتبار سے مسلمانوں کے دو سماجی طبقے مہاجرین اور انصار تھے۔ ان کے علاوہ یہودیوں پر مشتمل ایک اہم طبقہ بھی مدینہ کی آبادی کا ایک حصہ تھا، جو بیس سے اوپر چھوٹے بڑے قبیلوں پر مشتمل تھا اور اقتصادی لحاظ سے خوشحال تھا[(4)]۔ مدینہ کی معیشت اسی طبقہ کے ہاتھ میں تھی۔ ان میں

بنو قینقاع اور کچھ دوسرے خاندان اور قبیلے تاجر اور دستکار تھے اور ان کا اپنا خاص بازار تھا۔ جو بہت بڑی تجارتی منڈی کے طور پر شمار کیا جاتا تھا۔ متعدد دوسرے یہودی قبیلے زراعت کے پیشے سے منسلک تھے ۔عہد نبوی ﷺ میں مہاجرین مکہ کی طرح انصار مدینہ بھی تجارت زراعت اور دستکاری سے وابستہ تھے۔

جغرافیائی پس منظر کی وجہ سے دونوں مسلم طبقات میں مکی مسلمان زیادہ تر تجارت جبکہ ان کے مدنی بھائی زیادہ تر زراعت پیشہ تھے۔[5] مہاجرین مکہ میں سے اکثر حضرات نے مدینہ منورہ میں قیام کے فورا بعد آبائی پیشہ تجارت شروع کر دیا تھا اور کچھ لوگ زراعت کے پیشے سے منسلک ہو گئے تھے۔ بعض انصار نے اپنی اراضی نبی کریم ﷺ کے حوالے کر دی تھی اور آپ ﷺ نے ان زمینوں کو سکونت وزراعت کے لیے مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ بہت سے مکی مسلمانوں نے بیک وقت زراعت اور تجارت دونوں میں دلچسپی لی تھی اور اس طرح انہوں نے مدینہ کی معیشت میں دوہرا حصہ لیا تھا۔ انصار میں مویشی، خاص طور پر دودھ دینے والے جانور پالنے کا رواج عام تھا۔[6] مہاجرین میں سے بہت سے لوگ نقد و جنس میں نہ صرف دولت ساتھ لائے بلکہ انہوں نے تجارت کا بازار گرم کر دیا تھا ان میں سے بعض صحابہ زراعت کے پیشے سے منسلک ہو گئے تھے اور بعض نے دونوں پیشوں میں دلچسپی لی اور مہارت حاصل کی تھی۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ کے دولت مند تاجروں میں شمار کیے جاتے تھے کیونکہ ان میں مختلف اشیاء کی تجارت کا خداداد ملکہ پایا جاتا تھا۔[7]

3۔ مؤاخات مدینہ:

آپ ﷺ نے اسلامی معاشرت اور مواخات کے فروغ کے لیے انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک نیا رشتہ قائم کیا، یعنی مدینے کی نئی آبادی مہاجر و انصار کے درمیان نئے تعلقات قائم کیے۔ دو مختلف قومیں، مختلف روایات کی علَم بردار ہیں۔ قریش عرب میں ایک اُونچا مقام رکھتے تھے مگر یہاں وہ ایک مجبور اور مہاجر کی حیثیت سے آئے تھے۔ یہ ایک نہایت ہی سنگین مسئلہ تھا کہ کیسے اس معاشرے میں ایک نیا بھائی چارہ، نئی اخوت قائم کی جائے اور معاشرتی تعلقات قائم کیے جائیں اس کو

مواخات کہا جاتا ہے اور یہی مواخات اسلامی وحدت اور اُمت بنانے کی بنیاد بن گئی اور مدینے کو صحیح معنوں میں مدینہ بنا دیا۔ اور پھر نبی کریم ﷺ نے مہاجرین کو انصار پر بوجھ بننے نہیں دیا بلکہ ان کا مددگار بنا دیا، انصار کھیتوں، باغوں اور تجارت والے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری کے ساتھ ایک مہاجر کو لگا دیا کہ وہ کھیت یا تجارت میں اسکی مدد کر کے اپنا اور اپنے خاندان کے لئے کھانے پینے کا جائز بندوبست کرے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے مہاجرین کو انصار پر معاشی بوجھ بننے سے بچایا اور مدینے کے اندر امن قائم کیا۔[8]

4۔ حمیٰ: (سرکاری چراگاہیں)

عرب کے ریگزاروں میں حمی کی تلاش بھی عربوں کی زندگی کا حصہ رہی ہے کیونکہ حمی عربوں کی معاشی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ عرب کے گلہ بان معاشرے اور زرعی خطوں میں پرورش پانے والے حیوانات کے حوالے سے حمی کی بہت اہمیت ہے اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے چراگاہوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا اور تمام مسلمانوں کے لیے پانی آگ اور چراگاہ کو مشترکہ ملکیت قرار دیا تھا۔[9] بھیڑ بکریوں اور دیگر حیوانات کے لیے مدینہ منورہ کے اردگرد چراگاہیں مخصوص کر دی تھیں۔ الماوردی نے حمی کی درج ذیل تعریف کی ہے "زمین کے جو قطعات اس غرض سے آباد نہ کرنے دیئے جائیں کہ ان میں گھاس اور چارہ اُگ سکے اور جانوروں کے چرنے کے لیے مباح ہو ان کو حمی کہتے ہیں۔[10] نبی کریم ﷺ نے موجود چراگاہوں کو تحفظ دیا اور نئی چراگاہیں آباد کرنے کی ترغیب بھی دی نیز نبی کریم ﷺ نے خود بھی جانور پالے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی کیونکہ تجارت، کاشتکاری اور گوشت دودھ کی فراہمی کے لیے یہ اقدام بہت ضروری تھا۔

((وعن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المَدِينَةُ حَرَمٌ

مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا ، لاَ يُقْطَعُ شَجَرُهَا))[11]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

: مدینہ حرم

ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک (یعنی جبل عیر سے ثور تک) اس حد میں کوئی

درخت نہ

کاٹا جائے۔

واضح رہے کہ یہ جھاڑیاں اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے لیے خوراک کا کام دیتی تھیں نیز جلانے کا کام بھی آتی تھیں۔ امام یوسفؒ اس بیان کردہ روایت کی وضاحت میں بیان کرتے ہیں "بعض اہل علم کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی مصلحت یہ ہے کہ چونکہ یہ جھاڑیاں اونٹ، گائے اور بھیڑوں کے چارے کے کام آتی ہیں لہذا ان کو اس مقصد کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ امام ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک پہاڑی پر چڑھے اور میدان بقیع کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میری چراگاہ ہے۔ اس چراگاہ کو نبی کریم ﷺ نے مہاجرین وانصار کے گھوڑوں کے چرنے کے لیے خاص کر دیا تھا نیز جہاد میں کام آنے والے جانور بھی اس چراگاہ میں چرا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

((لَا حِمٰی إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ))[12]

ترجمہ: حمٰی صرف اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

اللہ ورسول کے ذریعہ یہ اختیار اسلامی حکومت کو پہنچتا ہے کہ وہ لوگوں کے اجتماعی نفع کی خاطر کسی زمین کے ٹکڑے کو حمی قرار دیدیں۔ زرعی معیشت میں حمی کی اس قدر اہمیت اور اس کے اتنے فوائد ہیں کہ آج کے دور میں بھی زرعی ملکوں میں چراگاہوں کے لیے زمین کے ٹکڑے مخصوص کیے جاتے ہیں اور مراعات دی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے چراگاہوں کے مخصوص کرنے کا جو اہتمام فرمایا وہ ایک بہترین حکمت عملی تھی جس کے تحت آپ ﷺ نے قابل کاشت زمینوں کو زراعت کے لیے استعمال فرمایا جہاں گھاس اور چارہ اُگایا گیا اور اسے جانوروں کے لیے مخصوص فرمایا تاکہ ان چراگاہوں میں جانور گھاس چر سکیں۔ اس مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی جانور پالے اور لوگوں کو بھی ترغیب دی کہ لوگ اپنی زمینوں کو زراعت کے مقصد کے لیے بھی استعمال کریں اور جانور پالیں تاکہ کاشتکاری کے

ساتھ لوگ دودھ اور گوشت کی پیداوار حاصل کریں اس طرح لوگوں کو اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے تجارت جیسے شعبوں میں دلچسپی پیدا ہوئی اور ریاست مدینہ میں معاشی ترقی کی راہ ہموار ہوئی ساتھ ہی ساتھ بعض زمینوں کو دفاعی منصوبوں کے لیے استعمال میں لایا گیا۔

زمینوں کی آبادکاری کا توسیعی منصوبہ:

نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور اس سے ملحق مواضعات کی آبادکاری اور بندوبست کے علاوہ عرب کے دیگر علاقوں کی طرف بھی پوری توجہ فرمائی۔ اس کا مقصد عرب کی زیادہ سے زیادہ اراضی کو آباد بنانا بھی تھا۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے لوگوں نے تیزی سے اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا تھا اور عرب کا معتدبہ حصہ نبی کریم ﷺ کے زیر نگین آ گیا تو آپ ﷺ نے مختلف قبائل کی املاک اور اراضی کے بارے میں تحریری احکامات جاری فرمائے۔ یہ ایک طرح سے آبادکاری کا توسیعی منصوبہ تھا جس پر نبی کریم ﷺ نے فوری عملدرآمد شروع کر دیا اور عرب کے جن خطوں میں زراعت ممکن تھی اور آبپاشی کی کوئی صورت موجود تھی وہاں زراعت و کاشتکاری کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ عرب کے نئے علاقوں میں رسول اللہ ﷺ کی عمومی پالیسی وہی تھی جو مدینہ و مضافات کی بستیوں کے لیے تھی۔ اس کی نمایاں خصوصیات یہ تھیں کہ جو قبیلہ زمانہ جاہلیت سے جن املاک پر قابض اور متصرف چلا آ رہا ہے، اس پر اسی قبیلہ کو بحال رکھا گیا اور وہاں کی غیر آباد اراضی کو اسی قبیلہ کے افراد میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں قبیلہ جہینہ کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جہاں ایک تحریر کے ذریعے زمین پر مالکانہ حقوق تسلیم کر لیے گئے جس پر ان لوگوں نے نشان لگا کر پہلے ہی کاشت شروع کر رکھی تھی۔[(13)] زرعی عمل کو جاری اور مسلسل رکھنے کے لیے بعض افراد کو زمینوں پر بحال رکھا گیا۔ اور بعض کو نئی اراضیات دی گئیں مثلاً قبیلہ ازد کے خالد بن ضماد کو تحریری فرمان جاری کیا گیا کہ انہوں نے جس حالت زمینداری میں اسلام قبول کیا ہے وہ اسی میں رہیں گی۔[(14)]

اور حضرموت کے رئیس وائل بن حجر[(15)] کو ایک نیا قطعہ اراضی الاٹ کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کے ان اقدامات کے تحت مدینہ اور اس کے مضافات میں رہنے والے افراد کی بے کار زمینیں آباد ہو گئیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جن افراد کی ملکیت میں جو زمینیں تھیں اور وہ ان پر

کاشت کر رہے تھے آپ ﷺ نے ان کو وہی زمینیں الاٹ کیں تاکہ وہ زراعت کرتے رہیں اور ان علاقوں کی بے آباد زمینوں کو بھی قبائل میں تقسیم کیا تاکہ وہ ان زمینوں پر کاشتکاری کریں جس سے لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو سکے۔ آپ ﷺ کے ان اقدامات نے لوگوں کی معاشی زندگی پر مثبت نتائج مرتب کیے۔

نظام آبپاشی کی اصلاح:

نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں نظام آبپاشی کی اصلاح فرمائی نیز پانی کی تقسیم کے اصول مقرر فرمائے۔ کیونکہ آپ ﷺ بخوبی آگاہ تھے کہ ان کے بغیر زمینوں کی آبادکاری کا مقصد پورا ہونا ممکن نہیں آپ علیہ اسلام نے زرعی مقاصد کی خاطر استعمال ہونے والے پانی کے لیے درج ذیل اصول وضوابط مقرر فرمائے:

- بارش، دریا اور کسی بھی قدرتی ذریعہ سے میسر آنے والا پانی سب کا مشترکہ ہے۔
- بالائی زمینوں کے مالکان پانی کو روک نہیں سکتے وہ جب پانی استعمال کرلیں تو ان پر لازم ہو گا اگلی زمینوں میں پانی دیں۔
- ضرورت سے زائد پانی کی فروخت سختی سے منع کر دی گئی۔
- چشمہ، نہر یا کنویں سے جانوروں کو پانی پینے سے نہیں روکا جاسکتا۔
- چشمے، نہر اور کنویں کا حریم مقرر کر دیا۔ اس سے مالک کو ان چیزوں کے ساتھ تھوڑی زمین میسر آجاتی تھی۔ اس طرح نہر اور کنویں کھودنے کی ترغیب دی گئی اور ایک کنویں کے حریم میں دوسرا کنواں کھودنے سے منع کر دیا گیا۔[16]

جنگلات اور معدنیات:

رسول پاک ﷺ کی پالیسی رہی کہ کی جنگلات اور معدنی ذخائر کو ذاتی ملکیت میں دینے کی بجائے اجتماعی مفاد کے لیے رکھا جائے؛ چنانچہ جنگلات پر مشتمل تمام اراضی آپ ﷺ نے اپنی تحویل میں لے لی تھی البتہ جنگلوں کو ٹھیکے پر دینے کا ثبوت ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سلیہ کا جنگل قبیلہ قدمان

کو ٹھیکہ پر دیا تھا۔ جہاں تک معدنی ذخائر کا تعلق ہے تو ابیض بن حمال کو دی گئی زمین لے لی کہ نبی کریم ﷺ کو لوگوں نے مطلع کیا کہ وہ نمک کی کان ہے۔[17]

رسول اللہ ﷺ نے جنگلات اور معدنیات کے تحفظ کے لیے جو عملی اقدامات فرمائے وہ معاشی منصوبہ بندی کی ایک بہترین مثال ہے جو آج کی معاشی حکمت عملی کے لیے ایک قانون کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے واضح حکمت عملی دی کہ جنگلات اور تمام تر معدنی ذخائر جو کہ عوام الناس کی فلاح کا ذریعہ ہیں انہیں کسی ایک کی ذاتی ملکیت میں دینے کے بجائے اسے حکومت اپنی تحویل میں رکھا جائے تاکہ اسے تمام لوگوں کی فلاح کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ ابیض بن حمال سے زمین کی واپسی بھی محض اس لیے تھی کہ آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ اس زمین پر نمک کی کان ہے جس سے عوام الناس کا فائدہ منسلک ہے اور کسی ایک فرد کی ملکیت میں ایسی زمین کے ہونے سے نقصان یا عوامی مفاد کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں معدنی ذخائر اور جنگلات سے حاصل ہونے والی لکڑی، پیداوار اور دیگر اشیاء کو حکومت اپنے زیر نگرانی رکھ کر لوگوں کے اجتماعی مفاد پر خرچ کر سکے گی جس سے لوگوں کو بھی فائدہ حاصل ہو گا اور ملکی معیشت میں بھی بہتری آئے گی۔

شجر کاری:

نبی کریم ﷺ نے کاشتکاری اور زراعت کے ساتھ شجر کاری کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی کیونکہ شجر کاری بھی زراعت کا اہم جزو اور بہت مفید عمل ہے۔ اس سے لوگوں کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ درختوں کو زرعی دولت کا نام دیا جاتا ہے اور آج بھی شجر کاری کے لیے تحریکیں چلائی جاتی ہیں۔ درخت موسم کو خوشگوار بنانے اور آندھیوں کے زور کو کم کرنے کا باعث بنتے ہیں (عرب کے مخصوص جغرافیائی خطے میں تو اس عمل کی اشد ضرورت تھی)، درختوں کی لکڑی، اس کا سایہ اور پھل انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھے جاتے ہیں اسی لیے نبی کریم ﷺ نے عام درختوں اور پھل دار درختوں کی کاشت کی تلقین و ترغیب دی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَامِنْ مُسلِمٍ يغرِسُ غَرْسًا اِلاَ كَانَ مَا اَكَلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقه وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌوَمَا اَكَلَ السَبُعُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ مَا اَكَلَتِ الْطَيرُفَهُو له صَدَقَةٌ))(18)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان درخت لگائے اس میں سے جو کچھ پرندے کھائیں وہ صدقہ ہے اور جو کچھ کوئی شخص اس میں سے لیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

خلاصہ حدیث ہے کہ درخت لگانا ثواب ہے اور اس سے جو بھی فائدہ اٹھاتا ہے وہ درخت لگانے والے کی جانب سے صدقہ ہے۔ان ترغیبات کے نتیجہ میں شجرکاری کی ایک نئی تحریک نے جنم لیا۔

حضرت سلمان فارسی نے تین صد یا پانچ صد پودے لگائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضرت سلمان کی مدد فرمائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مکاتب بن جاؤں، میں نے اپنے آقا سے کہا تو انہوں نے مجھے اس شرط پر مکاتب بنایا کہ میں اس کے لیے کھجور کے تین صد پودے لگادوں اور چالیس اوقیہ دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایااس سلسلہ میں اپنے بھائی کی مدد کرو ہر شخص نے اپنی استطاعت کے مطابق تیس، بیس، پندرہ اور دس سے میری مدد کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سلمان جاؤ اور ان کے لیے گڑھے کھودو لیکن میرے آنے تک درخت نہ لگانا میں خود اپنے ہاتھ سے درخت لگاؤں گا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے درخت رکھنے لگے اور دعا ئے برکت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے فارغ ہو گئے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان کی جان ہے اُن میں سے کوئی پودا نہیں مرجھایا۔(19)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی جس سے پودے لگانے کے بعد سو فیصد نتائج حاصل ہوئے۔ ورنہ زراعت کے جدید ترین طریقے اختیار کر کے بھی سو فیصد نتائج حاصل نہیں کئے جا

سکتے۔ حضور کریم ﷺ نے خودرو پودوں اور درختوں کے کاٹنے سے منع کیا تھا اور ایسے درختوں کی فروخت وغیرہ بھی ناجائز قرار دے دی تھی۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے درختوں کی قیمت مت کھانا کیونکہ یہ حرام ہے۔[20] یہ وہ درخت تھے جو کسی کی ملکیتی زمین میں نہیں بلکہ چراگاہ یا افتادہ زمین میں، بغیر بیج ڈالے اور پانی دیئے اگ آئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے ارد گرد بارہ میل تک خاردار جھاڑیوں اور خورد درختوں کو کاٹنے سے منع کر دیا تھا۔[21]

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کا پھلدار درخت لگانا صدقہ ہے[22]۔ نبی کریم ﷺ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کو درخت کاٹتے دیکھو اسے مارو اور جو کچھ اس کے پاس ہو چھین لو۔[23] اصلاً یہ حکم حمیٰ کے درختوں کے لیے تھا لیکن اس سے نبی ﷺ کی پالیسی تحفظِ اشجار کا اظہار ہوتا ہے۔

شجر کاری کے لیے آپ ﷺ نے خاص اقدامات فرمائے آپ ﷺ نے لوگوں کو پھل دار درختوں کی شجر کاری کی طرف ترغیب دلائی نیز درختوں کی کٹائی سے بھی منع فرمایا۔ اس کے لیے جہاں آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کے اُخروی فائدے سے آگاہ فرمایا وہیں اس سے لوگوں کے دنیاوی فائدے سے بھی لوگوں کو آگاہ فرمایا جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے لوگوں کو پھل بھی میسر آئے گا۔ لوگ ان پھلوں کو بازار میں اچھے داموں فروخت کر کے ان سے تجارتی نفع حاصل کر سکیں گے جس سے نہ صرف تجارت کو فروغ حاصل ہو گا بلکہ ملکی معیشت میں بھی خاطر خواہ ترقی ہو گی۔ لوگوں نے اس مقصد کے لیے بے آباد زمینوں کو آباد کیا جس سے لکڑی کی پیداوار میں اضافہ ہوا نیز ان زمینوں میں کھیتیاں اگائی گئیں۔ جس سے اناج میں اضافہ ہوا اور ماحول میں بھی بہتری ہوئی کیونکہ درخت بارش کا باعث بنتے ہیں اور بارشیں زمین کی آباد کاری میں نہایت مفید ہیں۔

پرورش حیوانات:

پرورش حیوانات ،زراعت کا اہم شعبہ سمجھا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ اس شعبے پر بھی خصوصی توجہ دی اور جانور پالنے کا اہتمام بھی فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ زراعت کی ساری جزئیات نبی ﷺ کی نگاہ میں تھیں اور آپ ﷺ کی منصوبہ بندی کا حصہ تھیں۔پرورش حیوانات کے سلسلہ میں نبی ﷺ کے اقدامات کو ترتیب وار ذکر کیا جارہا ہے۔

1۔ نبی کریم ﷺ نے پانی ،چراگاہ اور آگ کو مشترکہ ملکیت قرار دے کر حمیٰ سرکاری تحویل میں لے لیں۔

2۔ موجود چراگاہوں کا انتظام سرکاری سطح پر کیا اور نئی چراگاہیں بھی قائم فرمائیں ۔اسی طرح نبی کریم ﷺ نے پرورش حیوانات کے وسیع امکانات پیدا کر دیئے۔

3۔ عربوں کی زندگی میں صحرا، اونٹ، کھجور اور چراگاہ بہت اہمیت رکھتے تھے۔ وہ چراگاہوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے کیونکہ ان کی اصل دولت جانور ہوتے تھے جن سے وہ گوشت اور دودھ حاصل کرتے تھے۔اس لئے بھی آپ ﷺ نے چراگاہوں کو تحفظ فراہم کیا، ان کو وسعت بھی دی اور عربوں کی برسوں کی روایت کو مستحکم اور وسیع کیا اور لوگوں میں پہلے سے زیادہ پرورش حیوانات کا جذبہ پیدا کیا۔

4۔ نبی کریم ﷺ نے بذریعہ اپنے ارشادات بھی لوگوں میں پرورش حیوانات کا رجحان پیدا فرمایا نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اتَّخِذِي غَنَمًا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً)) (24)

ترجمہ:تم بکریاں لو کہ بکریوں میں برکت ہوتی ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ))(25)

بکری تو جنت کے جانوروں میں سے ہے۔

عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الإِبِلُ عِزٌّ لأَهْلِهَا، وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ، وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))(26)

ترجمہ: اونٹ ان کے مالکوں کے لئے قوت کی چیز ہے، اور بکریاں باعث برکت ہیں، اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی بندھی ہے

۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِي اللَّه عَنْه قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ، وَقَالَ: عِنْدَ اتِّخَاذِ الأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ يَأْذَنُ اللَّهُ بِهَلاكِ الْقُرَى))(27)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مال دار لوگوں کو بکریاں اور محتاج لوگوں کو مرغیاں رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے: جب مالدار مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ تعالی اس بستی کو تباہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

5۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا

رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ))(28)

ترجمہ: کوئی بھی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا گیا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں عرض کیا گیا آپ نے بھی یارسول

اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایاہاں میں نے بھی، میں اہل مکہ کی بکریاں قراریط پر چراتا تھا۔

انبیاء کرام اور نبی ﷺ کے بکریاں چرانے کے دوسرے بلند ترین مقاصد بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس کو اپنے انبیاء کے حوالے سے بیان کرنے کی ایک مصلحت پرورش حیوانات کا رجحان پیدا کرنا بھی ہو سکتا ہے۔

5۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعے بھی لوگوں میں یہ رجحان پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس بھی بہت سے جانور تھے جو مدینہ میں مختلف چراگاہوں میں چرا کرتے تھے چنانچہ عبد السلام بن جبیر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی کئی ایک دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جو ذی الحدر اور رجماء میں چرا کرتی تھیں۔(29)

6۔ تاریخ طبری میں آپ ﷺ کے جانوروں کے بارے میں تفصیل موجود ہے جو مختلف اوقات میں آپ ﷺ کے پاس رہے اور رسول اللہ ﷺ نے پرورش حیوانات کے لیے معاون حالات پیدا کئے اور اس سلسلہ میں حمیٰ چراگاہوں کی حفاظت کا اہتمام بھی کیا اور ان کو وسعت بھی دی اور بعض قدرتی گھاس کی حامل وادیوں کو جانوروں کے چرنے کے لیے مختص کر دیا۔ نیز جانوروں کو پالنا عین ثواب قرار دیا۔ جس سے لوگوں میں اس کام کے لیے زبردست رجحان پیدا ہوا۔ اس رجحان میں مزید اضافہ کی خاطر نبی کریم ﷺ نے اپنی اور انبیاء کرام علیھم السلام کی مثالیں دیں اور خود جانور پال کر صحابہ کو اس مفید عمل کے لیے زبردست داعیہ عطا فرمایا۔

ان اقدامات کا اثر یہ ہوا کہ جہاں لوگ بے آباد زمینوں کو آباد کر رہے تھے وہیں ان زمینوں پر گھاس اور دیگر اشیاء اُگا کر ملکی معیشت کی بہتری میں حصہ لے رہے تھے۔ حمیٰ کے تحفظ اور حیوانات کی پرورش کی ترغیب نے لوگوں میں محنت کے جذبے کو ابھارا لوگوں نے انبیاء کی میراث کو اپنایا اور جانوروں کو پالنے میں دلچسپی لی۔ اس سے لوگوں کی دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور لوگوں نے ان کی خرید و فروخت شروع کی اور لوگوں کی معاشی حالت میں بہتری آئی ۔رسول اللہ ﷺ کے ہ اقدامات آج بھی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں جن کے ذریعے آج ڈیری فارمنگ کے شعبے کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے جو کہ ایک منافع بخش کاروبار ہے اور اس کے ذریعے خاطر خواہ

زرمبادلہ کی توقع بھی کی جاسکتی ہے۔ نیز جانوروں کی کھال سے حاصل ہونے والی اُون کی صنعتوں کو فراہمی بھی ممکن ہے جس سے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بیش بہا فائدے یقینی ہیں۔

کاشتکاری کی ترغیب اور کسانوں کی خوشحالی کے لیے اقدامات:

نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مدینہ و مضافات والی زمینوں کی آبادکاری میں دلچسپی کی وجہ سے مدینہ کی زراعت کافی ترقی کر گئی۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ترغیبات نے قریش جیسے غیر زراعت پیشہ قبیلہ کو کاشت کاری اور کھیتی باڑی پر لگادیا۔ چنانچہ فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے:

((رَبُّ الْاَرْضِ اَنْ يَزْرَعُهَا اَوْ يُزْرَعُهَا))(30)

ترجمہ: مالک زمین یا تو خود کاشت کرے یا دوسرے کو کاشت کے لیے دے دے۔

نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب دیتے کہ اپنے ہاتھ سے کام کریں اس ترغیب اور تربیت کے نتیجے میں صحابی رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کرنے کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ قَوْمًا عُمَالُ اَنْفُسَهُم كَانُو يُعَالِجُونَ اَرَاضِيْهِمْ بِاَيْدِيْهِمْ))(31)

ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اصحاب خود کام کرنے والے لوگ تھے وہ اپنی زمینوں پر اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔

نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ارشادات سے لوگوں کو کاشت کاری کے بارے میں رغبت کاری پیدا ہوئی اور اگر کوئی مجبوری نہ تھی تو لوگ خود کاشتی کو ترجیح دیتے تھے۔ عہد جاہلیت میں یثرب کے نظام آبپاشی میں کوئی باقاعدگی نہ تھی، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے منضبط فرمایا، دوسروں سے پانی روکنے اور زائد از ضرورت پانی کی فروخت سے منع فرمایا۔ بیراج اور کنوؤں کے ذریعہ آبپاشی کی اصلاح فرمائی کیونکہ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جانتے تھے کہ زراعت کے جسم میں دوڑنے والا خون ذرائع آبپاشی سے فراہم ہوتا ہے نظام آبپاشی کی اصلاح سے لوگوں میں کھیتی باڑی کا زبردست رجحان پیدا ہوا۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ملکیت

و تحفظ ملکیت کو یقینی بنایا۔ اسلام سے قبل حقوق ملکیت کا تصور موجود ضرور تھا لیکن اس کو کوئی تحفظ حاصل نہ تھا قبائلی معاشرے میں ملکیت کا تعین طاقت کرتی تھی نبی کریم ﷺ نے عدل وانصاف کی بناء پر حقوق متعین کیے اور ان کے تحفظ کو یقینی بنا کر لوگوں میں اعتماد پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے چوری کی سزا قطع ید قرار دی [32] اس سخت ترین سزا سے حق ملکیت کے تقدس کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں یہ کس قدر محترم چیز ہے۔ نبی کریم ﷺ کے کیے گئے اقدامات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ دینِ اسلام نے سود کو حرام وناجائز قرار دے کر انسانی معیشت میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

ۚ[33]

ترجمہ: اور اس نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

قرآن کریم نے سود کو اللہ اور اس کے حبیب سے جنگ قرار دیا۔

[34]

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے عملاً مسلم معاشرے سے سود کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو عملی صورت دی کہ:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

ان احکامات کا اطلاق زرعی شعبہ پر بھی ہوا روایات سے معلوم ہوا کہ مدینہ اور طائف میں زرعی قرضوں کا نظام رائج تھا کسان اپنی ضروریات پوری کرنے یا زرعی آلات وغیرہ خریدنے کے لیے قرض لیتے تھے مدینہ میں یہودی ساہوکار کسانوں کو قرض دیتے تھے حضرت عباس بھی ان ساہوکاروں میں سے تھے جو مدینہ کے کسانوں کو قرض دیا کرتے تھے۔ اور جب فصل پکتی تھی تو وصولی کے لیے پہنچ جاتے تھے طائف میں بھی سود کی یہی صورت پائی جاتی تھی وہاں کے کسان بھی ساہوکاروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ عہد رسالت میں تجارتی اور کاروباری شعبوں میں سود کی

لعنت موجود تھی تاہم یہ کہنا بھی حقیقت سے قریب ہے کہ سود کی لعنت نے کسانوں کو بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔(35)

نبی کریم ﷺ نے مہاجرین وانصار میں اور عرب کے وہ علاقے جہاں زراعت ممکن تھی میں زراعت اور کھیتی باڑی کی ایک تحریک پیدا کردی جس سے وسائل میں بھی اضافہ اور پیداوار میں بھی۔ جس کے نتیجے میں معاشرے میں خوشحالی کا دوردورہ ہوا۔ زرعی ترقی کے لیے کسان کا خوشحال اور خود کفیل ہونا بنیادی شرط ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کسان کی خوشحالی اور سہولت کی خاطر متعدد اقدامات فرمائے۔ جس کے نتیجے میں عرب کا زرعی نظام مضبوط ہوگیا اور ظلم وجبر اور استحصال کا شکار کسان سکھ کا سانس لینے کے قابل ہوا۔ زرعی شعبہ بھی اس سے بری طرح متاثر تھا اور زیادہ تر بوجھ کسانوں پر تھا نبی کریم ﷺ نے عرب کے کسانوں کو سود سے چھٹکارا دلایا اور مدینہ وطائف کی زرعی معاشرت کے تناظر میں حرمت ربو کے احکامات نے عمیق ووسیع اثرات مرتب کئے۔ اور ان علاقوں کے کسان معاشی بدحالی کی دلدل سے نکل کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگئے۔

نتائج وسفارشات:

نبی کریم ﷺ نے عرب کی بے آب وگیاہ وادی میں جس طرح سے زرعی ترقی کے اقدامات فرمائے، ان کی روشنی میں درج ذیل اقدامات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے:

1۔ ترغیباتِ نبوی کے تناظر میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اُن لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے جو مویشی، گلہ بانی سے وابستہ ہیں اور محنت مزدوری سے نہ صرف ملکی ضروریات پوری کررہے ہیں بلکہ اس کے استحکام کا بھی سبب ہیں، یوں پوری قوم ان کی شکر گزار ہے۔ ان ترغیبات سے ان لوگوں کو بھی تحریک ملے گی جو وائٹ کالر جاب کا انتظار تو کرتے ہیں مگر شرم کی وجہ اپنے کام پر آمادہ نہیں ہوتے۔

2۔ بنجر اور غیر آباد زمینوں کی کاشت کاری فوری توجہ کی مستحق ہے۔ اس سلسے میں یہ سفارش ہے کہ ایسی زمینوں کو بے روزگار نوجوانوں میں تین سال کے لئے تقسیم کردیا جائے اور عمدہ کاشت کے نتیجے میں اس دوارنیے کو مزید بڑھایا جائے تاکہ زمینیں آباد، عمدہ قابل کاشت ہوسکیں اور ملکی آمدنی اضافہ ہو۔

3۔ زمینوں پر غیر قانونی قبضے سے فوری نجات اور زمینیں اصل مالکان کو لوٹانا وقت کی اشد ضرورت ہے تاکہ حقیقی مالکان ایک نئے جذبے سے زمینوں کو آباد کر سکیں۔

4۔ وہ زمینیں جو انگریز کی وفاداری کے صلے میں جاگیر داروں کی ملکیت ٹھہریں اور عرصہ دراز سے حقیقی توجہ بھی حاصل نہ کر سکیں، اصلاحات کے ذریعے ان افراد میں تقسیم کی جائیں جو ہمت و طاقت اور کام کاج کے بلند حوصلہ ہونے کے باوجود تہی دست ہیں۔

5۔ شجر کاری کی مہم پاکستان کی زیست کا مسئلہ ہے۔ ماحولیاتی آلودگی میں ہوشربا اضافہ، سونا اگلتی زمینوں کا ہاؤسنگ اسکیموں میں بے جا استعمال اور اس کے نتیجے میں جنگلات کا کٹاؤ، موسمی تغیرات، پانی کی شدید قلت، یہ وہ گھمبیر مسائل ہیں جو پچیس کروڑ افراد سے سال میں کم از کم ایک ارب درختوں کا تقاضا کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص سال میں چار درخت بھی لگائے تو آکسیجن کی فراہمی، ماحول میں حرارت کی کمی، آلودگی سے بچاؤ سمیت متعدد معاشی فوائد بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

6۔ شہروں میں بے ہنگم آبادی کے رجحان نے جہاں دیگر مسائل میں اضافہ کیا ہے، وہیں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کئی کئی کلومیٹر تک خالی میدان میسر نہیں۔ چراگاہوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کی حکمتِ عملی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ شہری منصوبہ کے ماہرین پر لازم ہے کہ وہ مخصوص فاصلے کے بعد ایک بڑا میدان پالتو جانوروں، پودوں کی نرسری، سبزیوں کی فراہمی اور ماحولیاتی توازن کے ضرور رکھیں تاکہ مسائل کا سدباب کیا جاسکے۔

7۔ وطن عزیز چونکہ ایک زرعی ملک ہے لہذا پانی کا مسئلہ، مسئلہ زیست ہے مگر ستم یہ ہے کہ گزشتہ ستر سالوں سے یہ مسئلہ صرف نظر ہو رہا ہے۔ نہروں، کھالوں کی صفائی، نئی نہروں کی کھدائی، ڈیموں کی تعمیر، آبپاشی کے جدید طریقوں کا استعمال، چشموں اور کنووں کے پانی کو محفوظ بنانا، شہروں میں پانی کی سطح کو برقرار رکھنا، وہ سلگتے مسائل ہیں جو ہنگامی توجہ کے مستحق ہیں۔

حوالہ جات:

1۔احکام تجارت اور لین دین کے مسائل، مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ، مکتبہ اسلام، لاہور، 2003ء، ص:91

2۔انساب الانشراف، احمد بن یحییٰ البلاذری، ادارۃ المعارف، قاہرہ، 1997ء، 1/261

3۔ایضا

4۔الواقدی محمد بن عمر، کتاب المغازی، دار العلم، بیروت، 1/400

5۔انساب الاشراف، احمد بن یحییٰ البلاذری، 2/313

6۔الواقدی محمد بن عمر، کتاب المغازی، 1/401

7۔اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ابن اثیر ابی الحسن علی بن محمد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2014ء، 3/316

8۔نظام الحکومۃ و النبویہ، عبد الحیٔ کتانی، دار المعرفہ، بیروت، 1979ء، ص:124

9۔سنن ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، باب المزارعۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2008ء، ص:180

10۔الاحکام السلطانیہ، ابو الحسن علی، دار الطبع، حیدر، آباد، 1931ء، ص:228

11۔ صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب فضائل المدینہ، حدیث:1867، 1/173

12۔صحيح البخاري، امام بخاری، المساقاۃ، باب لاحمی إلا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ، حدیث: 2370

13۔مکتوبات نبوی، محمود احمد رضوی، مکتبہ رضویہ، لاہور، 2014ء، ص:48

14۔ایضا

15۔(حضرت وائل بن حجر حضری رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب ابو ہنیدہ تھا۔ آپ حضر موت کے رئیسوں میں سے ایک تھے اور آپ کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔البدایہ و النہایہ، 7/330)

16۔الاحکام السلطانیہ، ابو الحسن علی، ص:276

17۔کتاب الاموال، ابو عبید القاسم بن سلام، مکتبہ الکلیات الازھریۃ، مصر، 1975ء، 2/271

18۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، حدیث:1242، 2/242

19۔الطبقات الکبری، ابن سعد، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، 2001ء، 4/79

20۔کتاب الخراج، امام ابو یوسف، ص:124

21۔ایضا: ص:125

22۔ صحیح بخاری، امام بخاری، حدیث:1256، 1/213

23۔جامع ترمذی، امام ابو عیسی، حدیث:87، 1/52

24۔سنن ابن ماجہ، امام ابن ماجہ، کتاب التجارات، حدیث:2304، 3/236

25۔ایضا، حدیث:2306، 3/236

26۔ایضا، حدیث:2305، 3/236

27۔سنن ابن ماجہ، امام ابن ماجہ، کتاب التجارات، حدیث:2307، 3/236

28۔ صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغنم عن قراریط، حدیث:2262، 1/301

29۔تاریخ طبری، محمد ابن جریر طبری، مؤسستہ العلمیہ، بیروت، 1967ء، 1/423

30۔صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، باب المزارعۃ، حدیث:1254، 2/13

31۔السنن الکبری، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، 6/127

32۔سورۃ المائدہ:5/38

33۔سورۃ البقرۃ:2/275

34۔سورۃ البقرۃ:2/279

35۔مسئلہ سود، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، کراچی، 1993، ص:27